1.2 उर्दू (मातृभाषा)

1.2 Urdu (Mother Tongue)

اردو تعلیم: ضرورت اور مقاصد

اردو ہندستان کی مختلف زبانوں کے درمیان اپنی علاحدہ شناخت رکھتی ہے۔ اس زبان کے بولنے اور سمجھنے والے صرف ہندستان ہی نہیں، دنیا کے متعدد ملکوں میں پائے جاتے ہیں۔ اس کا ادب ابتدا سے ہی مقبول اور قابل قدر اہمیت کا حامل رہا ہے۔ اس کا بیش قیمتی اور وقیع ادبی سرمایہ دنیا کی کسی بھی ترقی یافتہ زبان کے مقابلے میں اعتماد و افتخار کے ساتھ پیش کیا جاسکتا ہے۔ چونکہ یہ زبان عربی، فارسی، ترکی، فرانسیسی اور دوسری ہندستانی زبانوں کے نرم و سبک الفاظ کی آمیزش سے بنی ہے، اس لیے اس کی شیرینی اور کشش دوبالا ہوگئی ہے۔ اس کے لب و لہجے میں وہ گھلاوٹ اور مٹھاس ہے جس کی ایک دنیا معترف ہے۔ یہی سبب ہے کہ دوسری زبانوں کے لوگ بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اردو ہماری مشترکہ تہذیب و تمدن کی پیداوار ہے۔ اس زبان نے ابتدا سے ہی ہم آہنگی، حب الوطنی، باہمی یگانگت اور اخوت کا پیغام عام کیا ہے۔ ماہرین لسانیات کے مطابق اس کا خمیر کھڑی بولی سے تیار ہوا ہے لیکن اس کی تعمیر و تشکیل میں جیسا کہ عرض کیا گیا عربی، فارسی، سنسکرت اور ترکی کے علاوہ دوسری کئی زبانوں کے الفاظ کا بہت اہم رول ہے۔ مذکورہ بالا خصوصیات کی بنا پر اس زبان کی تدریس اور اس کی تشہیر سے قومی یک جہتی کو فروغ حاصل ہوگا اور ملک کی بہبود اور سالمیت کو استحکام حاصل ہوگا۔

دنیا کے تمام ماہرین تعلیم اس بات پر متفق ہیں کہ طلبہ کی ذہنی نشوونما اور ان کی شخصیت کی تعمیر میں مادری زبان ہی سب سے زیادہ معاون ثابت ہوتی ہے۔ یہ ایک فطری بات ہے کہ طلبہ اپنی مادری زبان کو جس طور پر سمجھتے ہیں، شاید ہی کسی دوسری زبان کو سمجھ سکیں۔ استثنا کی بات اور ہے۔ اس لیے طالب علم جب اپنی مادری زبان میں کسی موضوع اور سبجیکٹ کو پڑھتا ہے تو بہت تیزی اور آسانی سے اس کی تفہیم ہوتی ہے۔ بچے جب اسکول میں داخلہ لیتے ہیں تو ابتدا میں ان کی ذہنی سطح پختہ نہیں ہوتی۔ شروع میں مادری زبان کی سطح پر بھی وہ ابتدائی منزلیں طے کر رہے ہوتے ہیں۔ لہٰذا زبان کی تدریس کا سب سے پہلا اور اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ طلبہ اپنی عمر اور جماعت کے مطابق صحیح پڑھنا، صحیح بولنا اور درست اِملا لکھنا سیکھ لیں۔ ساتھ ہی ان کے سوچنے سمجھنے اور درست نادرست کو پرکھنے کی صلاحیت بھی بڑھتی جائے۔ اور وہ بہ آسانی کسی بات کو سن کر اسے سمجھ لیں اور روزمرّہ کے تجربات و مشاہدات کو اپنی زبان میں ربط کے ساتھ بیان کرنے اور انھیں تحریری شکل دینے میں بہت حد تک کامیاب ہو جائیں۔ زبان سیکھنے کے ساتھ طلبہ اپنے ماحول، گرد و پیش اور دوسرے کوائف سے بھی واقف ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ وہ سماجی و تہذیبی قدروں سے بھی بحسن و خوبی آشنا ہو جاتے ہیں۔ ابتدائی مرحلے کے بعد طلبہ کی ذہنی وسعت میں اضافہ کے لیے انھیں صوبائی و ملکی حالات سے باخبر کرانا لازمی ہوتا ہے۔ تدریس کے اہم مقاصد میں ایک اہم مقصد یہ بھی ہے کہ طلبہ رفتہ رفتہ اپنے ملک کے مختلف حصوں اور خطوں میں بسنے والے مختلف فرقوں، طبقوں اور قبیلوں کی بابت معلومات حاصل کریں۔ ان کے رہن سہن، ان کی طرز رہائش اور طور طریقے کی جانکاری حاصل کریں اور سبھوں کے جذبات و احساسات اور عقائد کا احترام کرنا سیکھیں۔ تعلیم کا ایک بنیادی مقصد یہ بھی ہے کہ باہمی میل جول اور بھائی چارہ کے ماحول کو فروغ دیا جائے اور امن و آشتی کی فضا سازگار بنائی جائے۔ ان کے جذبۂ حب الوطنی کو تحریک دی جائے۔ آئین کے ذریعے دیے گئے حقوق، فرائض اور اختیارات سے آگاہ کیا جائے۔

ہمارا ملک طویل جنگ آزادی کے بعد انگریزوں کے چنگل سے آزاد ہوا ہے۔ ملک عزیز کو غلامی کی زنجیروں سے آزاد کرانے کے لیے ہمارے بزرگوں نے اپنی جانیں قربان کی ہیں۔ تب جا کر ہم آزاد ملک کے باشندہ کہلانے کے لائق ہوئے۔ اس لیے طلبہ میں آزادی کا احترام اور اس کے تحفظ کا جذبہ پیدا کرنا اور ملک کے آئین کے تئیں انھیں باخبر کرنا لازمی ہے۔ حقوق کی شناخت کے ساتھ ان میں فرائض کی ادائیگی کا چلن بھی راہ پائے، اس کے لیے مناسب ذہن سازی ہونی چاہیے۔ ساتھ ہی ساتھ طلبہ کی تعلیم و تربیت اس نہج پر ہو کہ ان کا مزاج حقیقت پسندانہ، سائنسی اور منطقی ہو سکے۔

طریقۂ تدریس

درس و تدریس کا کام بہت ہی محنت، توجہ اور ہنرمندی کا متقاضی ہے۔ ابتدا میں بچوں کا ذہن کورا ہوتا ہے۔ ان کے اذہان نئی چیزوں کو سیکھنے کے لیے پوری طرح تیار نہیں ہوتے ہیں۔ ساتھ ہی ان کے اندر استاد کا خوف ہر دم بیٹھا رہتا ہے۔ جھجک، گھبراہٹ اور شرمیلاپن بھی موجود ہوتا ہے۔ اس لیے استاد کو چاہیے کہ بچوں کے درمیان وہ اس طرح خود کو پیش کرے کہ بچے اسے اپنا دوست سمجھیں۔ ان کے دل سے ڈر اور جھجک جاتا رہے اور وہ حوصلے اور اُمنگ کے ساتھ سیکھنے کے مرحلے سے گزرتے رہیں۔ استاد کو ان کی ذہنی سطح کو ہمہ وقت پیش نظر رکھنا چاہیے اور یہ مان کر چلنا چاہیے کہ ان سے قدم قدم پر غلطیاں سرزد ہوں گی۔ وہ غلطیاں پڑھنے لکھنے میں ہوں یا افعال و کردار میں، بچوں کے ذریعے کچھ بھی ممکن ہے۔ اس موقعے سے استاد کو بہت ہی صبر اور تحمل سے کام لینا ہوگا۔ غصہ، جھلاہٹ اور مار پیٹ کی جگہ انھیں حکمت اور تدبیر سے قابو میں کرنا ہوگا۔ بچوں کو پیار اور ہمدردی سے مخاطب کرنا، ان کے ساتھ ہنسنا بولنا، ان کے حق میں بہت مفید ہوگا اور وہ بخوشی استاد کی بات سننے، سمجھنے اور پھر اس پر عمل کرنے کے لیے راضی ہو جائیں گے۔ درجے میں اس طرح کا خوشگوار ماحول بنانا از حد لازمی ہے تاکہ طلبہ کھل کر اپنے استاد سے سوالات کر سکیں، ان سے نئی باتوں کی بابت پوچھ سکیں، توجہ اور انہماک کے ساتھ استاد کی باتیں سنیں۔ بلیک بورڈ پر جو کچھ سبق سے متعلق لکھا جائے، اسے وہ ہو بہو نقل کر سکیں۔

بعض اساتذہ جماعت میں داخل ہوتے ہی چہرے پر خشونت کے آثار طاری کر لیتے ہیں جس سے بچے سہم جاتے ہیں۔ اس پر سے مستزاد یہ کہ وہ حد درجہ سنجیدہ اور بارعب لہجہ اپنا لیتے ہیں جس کے سبب استاد اور طلبہ کے بیچ ایسا خوشگوار ماحول نہیں بن پاتا جو پڑھنے پڑھانے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ طلبا میں سیکھنے کا شوق اور خود اعتمادی پیدا کرنے کے لیے ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ ان کے کام کی وقتاً فوقتاً تعریف کی جائے۔ بچے مناسب شاباشی سے تحریک پاتے ہیں اور ان کے اندر مزید سیکھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ ایک کامیاب استاد وہی ہے جو طالب علموں کو اپنے سحر میں رکھے۔ ان کے دلوں میں اپنے لیے احترام پیدا کرے۔ طلبہ کے اندر تجسس کو اُبھارے۔ انھیں محنت کرنے پر آمادہ کرے۔ بات بات پر ڈانٹنا، پھٹکارنا، سُست، کاہل اور کام چور جیسے الفاظ استعمال کرنے سے حوصلے پست ہوتے ہیں اور ذہین بچے بھی کند ذہن ہونے لگتے ہیں۔ جیسا کہ عرض کیا گیا کہ بچے سے غلطیاں ہوں گی ہی لیکن ایک کامیاب استاد کا کام ہے کہ وہ ان کی مسلسل اصلاح کرتا رہے۔ وہ غلطیوں پر انھیں نرم لہجے میں سمجھائے۔ انھیں اچھے بُرے کی تمیز سکھائے۔ اس سلسلے میں وہ مثالیں بھی دے کہ کیسے ایک لڑکا اپنی محنت اور لگن سے کامیاب ہوتا ہے اور اپنا اور ملک کا نام روشن کرتا ہے۔ نیز کس طرح ایک سست، ضدی اور بدمعاش لڑکا اپنے ناکارہ پن کے سبب کچھ نہیں بن پاتا اور آگے چل کر در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے۔

جماعت میں جو طلبہ ہوتے ہیں وہ مختلف طبقات سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کی ذہنی سطح ایک نہیں ہوتی۔ استاد کا فریضہ یہ ہے کہ وہ بچوں کی ذہنی سطح کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کی تربیت کرے۔ ساتھ ہی وہ کمزور بچے پر خصوصی توجہ دے تاکہ وہ بھی رفتہ رفتہ اپنے ہم جماعتوں کی برابری میں آسکے۔

استاد کو کلاس روم میں ایک ہی لب و لہجہ اور گھسا پٹا انداز نہیں اپنانا چاہیے۔ کبھی ہنسنا، کبھی بولنا، کبھی لطیفے اور کبھی کہانیاں سنانا بھی ضروری ہے تاکہ بچے کی تفریح بھی ہو اور اسی بہانے وہ سیکھتا بھی رہے۔ استاد کو چاہیے کہ وہ درس کے دوران طلبہ سے سوالات کرے اور انھیں بولنے پر اُکسائے۔ اس طرح اُن کی گویائی کی صلاحیت میں اضافہ ہوگا۔ استاد مشکل کو آسان بنانے کے لیے ہے نہ کہ آسان کو مشکل بنانے کے لیے۔ اس لیے لازمی ہے کہ استاد جس موضوع کو پڑھا یا سمجھا رہا ہو، اس کی جزئیات پر بھی اس کی گہری نظر ہو۔ جیسا کہ عرض کیا گیا وہ پوری جماعت پر نظر تو رکھے ہی، ساتھ ہی انفرادی طور پر بھی کمزور بچوں پر توجہ دے۔ استاد کو ہر دم اپنی ذمّے داریوں کا احساس ہونا چاہیے تب ہی جا کر درس و تدریس کا مقصد پورا ہوگا۔ کیوں کہ طلبہ قوم کی امانت ہی نہیں ملک کا مستقبل بھی ہوتے ہیں۔ اگر درس و تدریس میں خامی رہی تو آگے چل کر اس کا نتیجہ بہت ہی ضرر رساں ہوگا۔

درجہ نہم تا دہم

تمہید

آٹھویں جماعت کی تکمیل کے بعد طلبہ اردو بولنے، پڑھنے اور لکھنے کے ساتھ زبان و ادب کے مبادیات سے بھی واقف ہو جاتے ہیں۔ اب ان کے شعور کی بالیدگی پر توجہ دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نیز نصابی مشمولات کے ایسے پہلوؤں پر ان کی توجہ مبذول کرانی چاہیے جو ان کی شخصیت کی تعمیر و ترتیب میں معاون ہو سکیں۔

نویں اور دسویں جماعت کے طلبا کی علمی اور فکری سطح اس درجہ ہوتی ہے کہ وہ شعر و ادب کے بنیادی اور فنّی لوازمات کو قبول کر سکے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ درسی کتاب میں شامل اشعار اور جملوں کے حسن و قبح پر بھی سہل انداز میں روشنی ڈالیں۔ موضوع اور مواد کے لحاظ سے نصاب کی تیاری میں یہ ملحوظ رہنا چاہیے کہ مشمولات کی حیثیت علم محض کی نہ ہو بلکہ وہ طلبہ کے معیار کو بحیثیت انسان بھی بلند کرے۔ ان مقاصد کے تحت درج ذیل نکات پر خصوصی توجہ ہونی چاہیے:

(۱) زبان کے درست اور موثر استعمال کا شعور پیدا کرنا۔

(۲) ذخیرۂ الفاظ میں بتدریج اضافہ کرنا اور ایسے مواقع فراہم کرانا کہ وہ لفظوں کے استعمال کے عملی تجربے سے گزر سکیں۔ مثلاً تحریری و تقریری مقابلے، شعر خوانی اور بیت بازی وغیرہ۔

(۳) ادبی ذوق، تخلیقی صلاحیت اور انتقادی شعور کو پروان چڑھانا۔

(۴) اردو قواعد کے اصولوں کو نصابی مشمولات کی اساس پر سمجھانا۔

(۵) اسباق کی تشریح اور ان کے تجزیے کی تفہیم

(۶) ادب کی موضوعی اور ہیئتی صنفوں کی پہچان کرانا۔

(۷) اسباق کے مطالب اور مرکزی خیال اخذ کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔

(۸) جملوں کی ادائیگی میں تلفظ اور رموزِ اوقاف پر توجہ دلانا۔

(۹) اسباق کے مصنفین اور شعرا کے حالات اور ان کی خدمات کے تئیں دلچسپی پیدا کرنا۔

طریقۂ تدریس

اساتذہ کو کلاس روم میں درس و تدریس کی خوش گوار فضا قائم کرنی چاہیے تاکہ طلبہ کوئی دباؤ یا تناؤ نہ محسوس کریں۔ ان درجات کے طلبہ میں خود اعتمادی اور بعض اوقات خود نمائی کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے۔ اساتذہ کو چاہیے کہ ان کی خامی اور لاعلمی کی نشاندہی کرتے ہوئے ہمدردانہ اور مشفقانہ رویوں کو اپنائیں۔ تضحیک اور تشنیع سے گریز کریں۔

طلبہ کی علمی کوششوں اور سرگرمیوں پر ان کی حوصلہ افزائی کرنا چاہیے تاکہ وہ آزادانہ طور پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ طلبہ کے ساتھ اساتذہ کو یکساں سلوک کرنا چاہیے۔ شعری حصے کی تدریس میں آہنگ اور نثری حصے کی تدریس میں رموزِ اوقاف کا لحاظ ضروری ہے۔ اسباق میں مستعمل ایسے الفاظ جن کی اِملا تدریجی عمل سے گزری ہو، ان کی نشاندہی بھی کرنی چاہیے۔ قواعد کی تدریس میں نصابی مشمولات سے مثالیں فراہم کرانی چاہئیں۔ اس طرح طلبہ قواعد کے اضافی بوجھ کی نفسیات کا شکار بھی نہیں ہوں گے اور درسی اسباق کی تفہیم بھی سہل ہو جائے گی۔

تقسیم اعداد

درجہ نہم و دہم (IX & X)

۱- درسی کتاب حصۂ نظم	15	(5+6+4) =
۲- درسی کتاب حصۂ نثر	15	(5+6+4) =
۳- معاون درسی کتاب	18	(8+5+5) =
۴- قواعد	18	(5+5+5+3) =
۵- مضمون نویسی	08	
۶- خط نویسی یا عرضی نویسی	08	
۷- پیراگراف نویسی	06	
۸- غیر نصابی متن اور اس سے متعلق سوالات	06	
۹- غیر نصابی متن (نثر یا نظم) کی تشریح	06	
	100	

ہدایات

(۱) درسی کتاب سے حصۂ نظم اور حصۂ نثر سے پانچ علاحدہ معروضی سوالات (5+5=10) نمبر کے پوچھے جائیں گے۔ حصۂ نظم اور نثر کے اسباق سے متعلق علاحدہ علاحدہ (6+6=12) نمبر کے متن سے واقفیت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے سوالات پوچھے جائیں گے۔ حصۂ نظم اور نثر سے علاحدہ علاحدہ تشریح کی غرض سے (4+4=08) نمبر کے سوالات پوچھے جائیں گے۔

(۲) معاون درسی کتاب سے 08 نمبر کے معروضی سوالات پوچھے جائیں گے۔ اس کے علاوہ (5+5=10) نمبر کے دو سوالات معاون درسی کتاب کے متن سے پوچھے جائیں گے۔

(۳) قواعد سے 5 (جنسیت یا محاورات وضرب الامثال)، 5 (واحد وجمع)، 5 (اضداد) اور 3 (تعریفات) = 18 نمبر کے سوالات پوچھے جائیں گے۔

(۴) مضمون نویسی کے لیے 08 نمبر مخصوص ہوگا۔ اسی طرح خط نویسی یا درخواست نویسی کے لیے بھی 8 نمبر مخصوص ہوں گے۔

(۵) کسی موضوع کے تعلق سے ایک مختصر پیراگراف لکھنے کے لیے 6 نمبر مخصوص ہوں گے۔ کسی غیر نصابی متن (Unseen) پر 06 نمبر کے معروضی سوالات پوچھے جائیں گے۔

(۶) کسی غیر نصابی متن (Unseen) میں نثر یا نظم کے اقتباسات پیش کر کے ان کی تشریح کرائی جائے گی۔ اس کے لیے 06 نمبر مخصوص ہوں گے۔

(۷) ہر سوال کے لیے متعدد متبادل سوالات (کم از کم چار) ضرور دیے جائیں گے۔

نصابی کتابوں کے خاکے

درجہ IX

نثر:

تین افسانے
دو دوسری زبانوں کی کہانیاں
تین علمی مضامین
ایک طبی مضمون (بلڈ پریشر اور ذیابیطس وغیرہ پر)
داستان سے اقتباس
خودنوشت سے اقتباس
انشائیہ
یادنگاری
خطبہ
سوانح
تنقید
سفرنامہ
متعدد نثری اصناف سے مثالیں

شاعری:

حمد
طویل نظم سے اقتباس
ظریفانہ نظم
قطعات
ایک گیت
پانچ غزلیں
ایک مرثیہ
ایک قصیدہ
ایک مختصر مثنوی یا طویل مثنوی کا منتخب حصہ
چھ رباعیات
دیگر شعری اصناف سے مثالیں

درجہ X

نثر:

تین علمی مضامین (+۲ ایک فاصلاتی نظامِ تعلیم کی اہمیت پر)
ایک ظریفانہ مضمون
تین افسانے
دو غیر ملکی زبانوں کی کہانیاں
ایک ڈراما
ناول سے اقتباس
انٹرویو
خطبہ
ایک خاکہ
تین مکاتیب
چند نثری اصناف کے نمونے

شاعری:

نعت
نظمیں
ایک مزاحیہ نظم
نثری نظمیں
غزلیں چھ (پانچ + ایک مزاحیہ غزل)
شہر آشوب = ایک
مثنوی = ایک
رباعیات = آٹھ
دوہے = ۲۰ (دو شاعروں کے دس دس دوہے)
دوسری شعری اصناف سے حسب ضرورت مثالیں

انسانی اقدار اور دیگر موضوعات

کفایت شعاری، منصوبہ بندی، معروضیت، عقلیت، دنیا میں ہندستان کی اہمیت، انسانی حقوق اور فرائض، جدید ایجادات، آبادی کا مسئلہ، ذمہ دار شہری، سائنسی ترقیات، عہد قدیم کا ہندستان، جنگ آزادی

قواعد کے اجزاء

برائے درجہ نہم و دہم

(۱) کلمہ اور اس کی قسمیں
(۲) اسم اور اس کی قسمیں
ضمیر اور اس کی قسمیں
(۳) صفت اور اس کی قسمیں
(۴) فعل اور اس کی قسمیں
فعل ماضی اور اس کی قسمیں
متعلق فعل
(۵) جملہ اور اس کی قسمیں
(۶) حروف ربط، عطف، تخصیص، فجائیہ
(۷) سابقے اور لاحقے
(۸) مترادفات
(۹) محاورے اور ضرب الامثال
(تعریف اور جامع فہرست)
(۱۰) اعراب کے فرق سے معنی کا فرق
(۱۱) اضداد کی جامع فہرست
(۱۲) واحد جمع کی جامع فہرست
(۱۳) اعراب، علامات اور ان کا استعمال
(۱۴) مطلع، حسن مطلع، قافیہ، ردیف اور مقطع کی تعریف
(۱۵) مختلف اصناف ادب (نثر اور نظم)
(۱۶) خطوط نویسی
(۱۷) مضمون نگاری

معاون درسی کتابیں

Supplementary Readers

طلبہ کی گوناگوں دلچسپیوں میں اضافہ کی غرض سے درسی کتابوں کے ساتھ خصوصی موضوعات پر مختصر معاون درسی کتابوں کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے چھٹی سے بارہویں جماعت تک ہر سطح پر ایک ایک معاون درسی کتاب شامل نصاب کی گئی ہے۔ طلبہ کی ضرورتوں کو دھیان میں رکھتے ہوئے ان کے موضوعات اور دائرۂ کار کا تعین کیا گیا ہے۔

برائے درجہ نہم : ہندستان کی قومی تحریک کی تاریخ

اسکولی تعلیم میں قومی تحریک کی تاریخ بار بار اور مختلف جہات سے پڑھانے کا ایک مقصد یہ ہے کہ طالب علم اپنے ملک کی تعمیر نو کے مسائل و مباحث سے کما حقہ واقف ہوسکیں۔ نویں کلاس میں ہندستان کی قومی تحریک کی مختصر تاریخ شامل کرتے ہوئے اس بات کا بھی خیال رکھا گیا ہے کہ بہار میں خاص طور پر جو سرگرمیاں رہیں، انھیں بھی خصوصی اہمیت دے کر واضح کیا جائے۔

کتاب کا خاکہ

(۱) ہندستان میں انگریزوں کی آمد اور مغلیہ سلطنت کا زوال
(۲) 1857 کا انقلاب
(۳) سماجی اور تعلیمی تحریکیں
(۴) انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد
(۵) مسلم لیگ اور دیگر سیاسی جماعتوں کی بنیاد
(۶) خلافت تحریک
(۷) تحریکِ ترکِ موالات
(۸) تحریکِ عدم تعاون
(۹) مہاتما گاندھی کی قیادت میں قومی تحریک کی سرگرمیاں
(۱۰) بھگت سنگھ اور دیگر انقلابی رہنما
(۱۱) بھارت چھوڑو تحریک
(۱۲) تقسیم ملک اور آزادی
(۱۳) بہار میں قومی تحریک کے مختلف پڑاؤ
(الف) 1857 کا انقلاب
(ب) سنتھال بغاوت
(ج) چمپارن ستیہ گرہ
(د) خلافت تحریک
(ہ) 1942 کی تحریک
(۱۴) کانگریس اور مسلم لیگ کی سیاست
(۱۵) فرقہ وارانہ فسادات

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]